96194 - راجح قول كے مطابق تين طلاق كى ايك ہى واقع ہوگى

سوال

ميرے ايك دوست نے اپنى بيوى كو غصہ كى حالت ميں طلاق دے دى، اس نے اسے ايك ہى بارہ تين طلاقيں ديں، ليكن ميں نے انٹرنيٹ پر پڑھا ہے كہ تين طلاقيں ايك ہى شمار ہوتى ہے، كيا يہ بات صحيح ہے كہ ايك مجلس كى تين طلاقيں ايك ہى شمار ہو گى، اور ميں نے غصہ كى بھى تين قسميں پڑھى ہيں كيا يہ بھى صحيح ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

تين طلاق كے مسئلہ ميں فقہاء كا اختلاف ہے، اور راجح يہى ہے كہ يہ ايك طلاق ہى شمار كى جائيگى، چاہے ايك ہى كلمہ ميں " تجھے تين طلاق " كہا جائے، يا پھر عليحدہ عليحدہ مثلا " تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق " شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ نے اسے ہى اختيار كيا ہے، اور شيخ سعدى اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار ديا ہے.

انہوں نے ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما كى اس حديث سے استدلال كيا ہے، وہ بيان كرتے ہيں كہ:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے عہد مبارك ميں اور ابو بكر رضى اللہ تعالى عنہ كى خلافت ميں، اور عمر رضى اللہ تعالى عنہ كى خلافت كے دو برس ميں تين طلاقيں ايك ہى شمار كى جاتى رہى، چنانچہ عمر رضى اللہ تعالى عنہ كہنے لگے: لوگوں نے اس معاملہ ميں جلدبازى كى ہے جس ميں ان كے ليے وسعت تھى اس ليے اگر ہم اسے جارى كر ديں تو انہوں نے اسے ان پرجارى كر ديا "

صحيح مسلم حديث نمبر (1472).

دوم:

غصہ كى حالت ميں طلاق دينے والے كى تين حالتيں ہيں:

پہلى حالت:

غصہ تھوڑا سا ہو کہ وہ اس کے ارادہ و اختیار پر اثرانداز نہ ہو تو اس کی طلاق صحیح اور واقع ہوگی.

دوسری حالت:

اگر غصہ اتنا شدید ہو کہ پتہ ہی نہ چلے وہ کیا کہہ رہا ہے اور اسے شعور ہی نہ رہے تو اس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہو گی کیونکہ یہ پاگل و مجنون کی طرح ہے جس کے قوال کو نہیں لیا جائیگا.

ان دونوں حالتوں کے حکم میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں.

تیسری حالت:

اتنا شدید غصہ کہ آدمی کے ارادہ پر اثرانداز ہو اور وہ ایسی کلام کرنے لگے گویا کہ اسے اس کلام پرمجبور کیا جا رہا ہے پھر کچھ ہی دیر میں غصہ زائل ہونے پر وہ اس پر نادم ہو لیکن یہ غصہ اس حدیث تك نہ پہنچا ہو کہ اس احساس و شعور اور ادراك ہی ختم ہو جائے، اور اپنے قول و فعل پر کنٹرول نہ کر سکے.

تو غصہ کی اس قسم کے حکم میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے، اور راجح یہی ہے جیسا کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اس میں بھی طلاق واقع نہیں ہوگی.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مدہوشی کی حالت میں نہ تو طلاق ہے اور نہ ہی آزاد کرنا "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2046) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (2047) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

علماء کرام نے " الاغلاق " کی شرح کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا معنی جبر اور شدید غصہ ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے، اور اس میں " اغاثۃ اللھفان فی حکم طلاق الغضبان " کے نام سے ایك مشہور کتابچہ بھی تالیف کیا ہے.

مزید آپ سوال نمبر (45174) کے جواب کا بھی مطالعہ کریں.

اس قول کی بنا پر اگر آپ کے دوست نے شدید غصہ کی حالت میں طلاق کی طلام کی تو یہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اور اگر اس کا غصہ اتنا شدید نہ تھا بلکہ تھوڑا سا تھا تو ایك طلاق واقع ہو چکی ہے.

واللہ اعلم .